روزنامہ جنگ کے کالم نگار جناب ارشاد احمد حقانی کے نام

مدیر اعلی الشریعۃ کا مکتوب

منجانب ابی عمار زاہد الراشدی مدیر ماہنامہ الشریعۃ گوجرانوالہ حال مقیم لندن

محترمی ارشاد احمد حقانی صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی

میں آپ کا پرانا قاری ہوں اور آپ کی متعدد آراء سے اختلاف کے باوجود آپ کے کالم سے برابر مستفید ہوتا ہوں بعض مسائل پر قلم اٹھانے کو جی چاہتا ہے لیکن پاکستان کے قومی اخبارات بالخصوص جنگ اور نوائے وقت کی مسلسل یہ پالیسی چلی آرہی ہے کہ ایسی کوئی تحریر جس سے ملک کے دینی حلقوں اور علماء کی پوزیشن اور موقف بہتر نظر آرہا ہو اسے ردی کی ٹوکری کی نذر کردیا جائے اور دینی قیادت کو عمداً ایسے روپ میں قوم کے سامنے پیش کیا جائے جس کے ساتھ علماء پر طعن و تشنیع کے تیر برسانا اور سنجیدہ حلقوں کو ان سے متنفر کرنا آسان رہے علماء بھی انسان ہیں اور اسی معاشرہ کے افراد ہیں اس لیے معاشرہ کی اجتماعی خرابیوں اور کمزوریوں سے ان کا دامن نہیں رہ سکتا لیکن جس منظم تکنیک کے ساتھ علماء کی ملی خدمات کو نظرانداز کرنے اور ان کی کمزوریوں اور خامیوں کو اچھالنے کا عمل ہمارے قومی پریس میں جا ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے علماء کی سب سے بڑی کمزوری یہ ہے کہ آج کا میڈیا ان کی دسترس سے باہر ہے یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ہر خرابی اور عیب ان کے ذمہ لگایا جارہا ہے اس حوالہ سے عربی ادب کی ایک کہاوت کا ذکر شاید نامناسب نہ ہو کہ ایک دیوار پر بڑی سی ایک تصویر بنی ہوئی تھی جس میں ایک انسان شیر کا گلا گھونٹ رہا تھا کوئی شیر بھی وہاں سے گزرا اس سے پوچھا گیا کہ اس تصویر کے بارے میں تمہارے کیا تاثرات ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ مصیبت یہ ہے کہ قلم انسان کے ہاتھ میں ہے ورنہ اگر یہ قلم شیر کے ہاتھ میں ہوتا تو تصویر کا منظر بالکل اس کے برعکس ہوتا۔

شکوہ کے اس اظہار کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتا اور اس تمہید کے ساتھ آنجناب کے اس کالم میں درج چند امور کے بارے میں کچھ گزارشات پیش کرنا چاہتا ہوں جس میں آپ نے جداگانہ انتخابات اور قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے امید ہے کہ آپ کے کالم کو ان گزارشات کا بار اٹھانے میں کچھ زیادہ دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا۔

۱۔ آپ نے اس کالم میں وطن کی بنیاد پر قومیت کا جو تصور پیش کیا ہے میں آپ سے اور صرف آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ بعینہ یہی بات قیام پاکستان سے قبل مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے فرمائی تھی جس پر علامہ محمد اقبال نے گرفت کی تھی اور پاکستان کے دانش ور اس کے بعد سے مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو رگیدنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے آخر اس کی وجہ کیا ہے کہ مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

کو رگیدنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے آخر اس کی وجہ کیا ہے کہ مولانا سید حسین احمد مدنیؒ وطن کو قومیت کی بنیاد کہیں تو وہ ہندو نوازی اور پاکستان دشمنی قرار پائے اور آنجناب یا آپ کے بقول قائد اعظم وطن کی بنیاد پر قومیت کا تصور پیش کریں تو وہ اسلام دوستی اور حب الوطنی کا اعلیٰ معیار متصور ہو؟ آپ اپنے کالم میں اس فرق کو واضح کر سکیں تو میں ذاتی طور پر آپ کا شکر گذار ہوں گا۔

۲۔ جہاں تک قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ اور جداگانہ انتخابات کی مسیحی آبادی کی طرف سے مخالفت کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ دراصل عیسائی آبادی کا نہیں بلکہ سیکولر طبقہ اور قادیانیوں کا ہے ہمارے مسیحی دوست بھولپن میں بالکل اسی طرح ان دو طبقوں کے ہاتھوں استعمال ہو رہے ہیں جس طرح قیام پاکستان کے موقع پر سکھ ہندوؤں کے ہاتھوں میں استعمال ہوگئے تھے ورنہ اگر مسیحی آبادی کے سنجیدہ راہ نما اکسانے والوں سے تھوڑی دیر کے لیے الگ ہو کر صرف اپنے مفاد کی بنیاد پر سوچیں تو دیانتداری کی بات یہ ہے کہ عیسائی آبادی کا اپنا مفاد اور سیاسی تشخص جداگانہ انتخابات میں ہے اور قومی شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کی موجودگی جداگانہ انتخابات کا ایک منطقی تقاضا ہے۔

۳۔ آپ نے مذکورہ کالم میں " تھیوکریسی " کے حوالہ سے علماء کو بھی نشانہ مشق بنایا ہے اور ان پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ علماء " تعبیر اسلام کا غیر مشروط، غیر مقید اور مطلق حق " اپنے لیے طلب کر رہے ہیں میں اسے حقائق و واقعات کے منافی سمجھتا ہوں اور آپ کی توجہ ان حقائق کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ علماء نے کسی دور میں اس کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ ملک میں موجود دو اداروں کے حوالہ سے علماء کا اجتماعی طرز عمل اس الزام کی صراحتاً" نفی کر رہا ہے اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت دونوں آئینی ادارے ہیں دونوں کا کام قرآن و سنت کی تعبیر و تشریح ہے، دونوں میں علماء شامل ہیں دونوں کے سربراہ علماء میں سے نہیں ہونے کا دونوں میں ارکان کی اکثریت غیر علماء کی ہوتی ہے اور دونوں کے فیصلوں کو تمام مکاتب فکر کے علماء کرام بیک آواز تسلیم کر رہے ہیں اور ان کے نفاذ کا مطالبہ کر رہے ہیں علماء نے قرآن و سنت کی تعبیر و تشریح میں جدید تعلیم یافتہ طبقہ کی شرکت کو نہ صرف قبول کیا ہے بلکہ اسے اول حیثیت دے کر خود ثانوی حیثیت اختیار کر لی ہے اس کے بعد بھی اگر علماء کو " تھیوکریسی " کا الزام دیا جاتا ہے تو میں اس پر حضرت یعقوب علیہ اسلام کی طرح **انما اشکو بثی و حزنی الی اللہ**" کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں؟

۴۔ مجھے آپ کے اس ارشاد سے اتفاق ہے کہ شناختی کارڈ کے مسئلہ کو کفر و اسلام کا مسئلہ بنانے سے گریز کرنا چاہئے۔ لیکن اس ارشاد سے اتفاق میرے لیے ممکن نہیں ہے کہ " اس کی کوئی حقیقی ضرورت ہے نہ افادیت " اس لیے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کا یہ مرحلہ تاریخی تسلسل کی ایک کڑی ہے اور اس کی ضرورت سے انکار اس پورے تسلسل سے انکار اور اس کی نفی کے بغیر ممکن نہیں ہے

ا۔ پاکستان کی نظریاتی بنیاد وطنی قومیت پر نہیں مذہبی قومیت پر ہے۔

۲۔ تحریک پاکستان کا آغاز اور اس کی تمام تر فکری بنیاد جداگانہ انتخابات پر ہے۔

۳۔ دستور پاکستان میں اسلام کو ملک کا سرکاری مذہب قرار دے کر تمام قوانین کو قرآن و سنت کے مطابق